ایک عاشقِ رسولؐ، ایک متبعِ سنّت

مولانا محمد ظفر الحق حقانی، متعلم دارالعلوم حقانیہ

سنّتِ رسولؐ کا اہتمام

مجھے بحمد اللہ بطور ایک متعلم کے حضرت والاؒ کے ساتھ بہت قریب کی حدود میں ۴ برس سال سے لگ بھگ ایک نوع کا خادمانہ و نیازمندانہ تعلق رہا ہے۔ اس لمبے وقفہ میں کبھی یاد نہیں پڑتا کہ حضرت گرامیؒ نے کبھی بھی سنت نبویؐ کے خلاف اک ادنےٰ اکتساب کے تصور کا امکان فرمایا ہو۔ مثلاً دخول مسجد کے وقت بر ادا م مشاہدہ رہا ہے کہ حضرت والاؒ نے حسب ان اللہ یحب التیامن فی کل شئیٍ، ہر آن سنت نبویؐ کا سختی سے التزام رکھا۔ اس طرح سے دین و دنیا کے تمام امور میں جزماً و حتماً اس معیار سنت کو اپنا لائحہ عمل برقرار رکھا۔ آپ نہ صرف ایک عالم دین تھے ایک بہترین عامل بھی تھے۔ اور ایک عملی نمونہ تھے عمل کی ایک چلتی پھرتی ورکشاپ تھے قال الحسین اذا جالست العلماء تکن علیٰ ان تسمع احرص منك علیٰ ان تقول و تعلّم حسن الاستماع کما تتعلّم حسن القول ولا تقطع علیٰ احد حدیثه‘۔

آپؒ قبیلہ فرسان النہار و رہبان اللیل سے تھے۔ رات کو اپنے رب کریم سے تسبیح و مناجات، دن کو جہالت و بدعت و کفر و ضلالت سے جہاد ہر دم بھرپور مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کی راتیں تو معمولاً رت جگے میں گزرتی تھیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

قومی اسمبلی کے اجلاس کے سلسلہ میں گورنمنٹ ہاسٹل اسلام آباد میں قیام ہوتا مجھے رات کو کمرے میں رفاقت کا شرف مل جاتا۔ ایک روز آدھی رات کو آپ اٹھے رہے اتفاقاً میں بھی جاگ اٹھا۔ وضو کے بعد آپ نوافل پڑھنے لگے تو مجھے بھی ہدایت فرمائی میں وضو کر کے کمرے میں واپس آیا تو حضرت والاؒ نے مجھے بھی حکم دیا چند رکعت نفل پڑھ لو۔ میں جب فارغ ہوا تو حضرت والا وظیفہ میں مصروف تھے۔ ارشاد فرمایا بیٹا میں ایسی دعا کروں گا تم آمین کہنا۔ حضرت نے بہت لمبی دعا کی۔ فی الجملہ آخر میں یہ فرمایا اے خدا ہم ناتوانوں نے تو بہت کوشش کی (شریعت بل کی تحریک چل رہی تھی) مگر ہمارے حکمرانوں نے اسلامی نظام قصداً نافذ ہونے نہیں دیا۔ یا اللہ ان ظالم حکمرانوں کو ان کے مناصب سے معزول فرما دیجئے میں حسب الارشاد آمین کہتا گیا۔ بس تھوڑے ہی دنوں میں جونیجو کی اسمبلی ٹوٹ گئی۔ یہ دعا حضرتؒ نے اس رات مانگی تھی جب اسی رات کو وزیر مذہبی امور سیف اللہ خان صاحب نے علماء کو حضرتؒ کی زیر صدارت جمع کیا تھا۔ یہ دعا کیا تھی اک دعائے بر ‌الساعۃ تھی۔

؎ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

فوراً ہی تو مستجاب ہوگئی۔

حضرت والاؒ جب بھی کبھی گو بہ آہستگی چارپائی سے اترتے۔ میں خود بخود جاگ اٹھتا تھا۔ آپ نے کبھی مجھے جگانے کی تکلیف نہیں دی۔ ان کی خدمت کے لئے خدا تعالیٰ مجھے بر وقت بیدار فرما دیا کرتا تھا۔

آپ اتنے حد درجہ کے متواضع تھے کہ اس وصف میں شہیرِ خاص و عام تھے۔ فرمایا کرتے تھے من تواضع للہ رفعه اللہ، اور یہ امر حق بھی ہے کہ ہمارے اسلاف کبار سب متواضعین و خاشعین تھے۔

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

منور چہرہ

حضرت والاؒ جب گھر سے مسجد تشریف لاتے تو طلبہ میں غل مچ جاتا کہ کوئی فرشتہ آرہا ہے۔ ایک بار مولانا عبد القدوس مدظلہ کابلی مع چند دیگر علماء رفقاء کے حضرت سے ملنے تشریف لائے میں بھی ان کے ہمراہ شامل ہوگیا۔ میں ان حضرات کو مسجد میں اپنے کمرہ میں لے آیا۔ عند الملاقات سب حضرات کی آنکھیں اشک رواں سے بھر گئیں اور سب کے منہ سے نکلا کہ اتنا منور و مجلیٰ چہرہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔

آپؒ اپنے وقت کے اعظم انسان تھے۔ عظمت بشری کی بھی علامات ہوا کرتی ہیں۔ جو بہ تمام و کمال آپ میں موجود تھیں۔ آپ سچے عاشق رسولؐ تھے جس کا بیان احاطہ زبان سے ناممکن ہے۔

مدینہ منورہ کی کھجور

ایک بار کوئی صاحب مدینہ منورہ سے کھجور آپ کی خدمت میں لائے عصر کا وقت تھا۔ آپ نے انہیں اپنی آنکھوں سے لگایا۔ چوما۔ اور فرمایا کہ یہ حضورؐ کے شہر محترم سے آئی ہے۔ حبیبٌ الیٰ قلبی حبیب حبیب۔ شہر خوباں سے بھی کس قدر پیار تھا۔

خاک یثرب از دو عالم بہتر ست

خوشتر آں شہرے کہ آنجا دلبر ست

راقم کا سینکڑوں ہزاروں بار کا مشاہدہ ہے جب بھی کبھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آپ کے سامنے لیا جاتا تھا۔ تو آپ خفیۃً فرماتے۔ فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ بھی یوں چپکے چپکے فرماتے تھے کہ کوئی سن نہ پائے۔ میں آپ کے بالکل قریب ہو کر بمشکل یہ جان سکا

وردِ زبان و مونس جان ست نام یار

یک دم نمی رود مکرر نمے شود

سنت کو کب چھوڑ سکتا ہوں

بارہا میری آنکھوں نے دیکھا جب بھی کسی میدان میں رخصت و عزیمت کا مقابلہ آیا تو آپ کے ہاں عزیمت راجح اور رخصت مرجوح ہوا کرتی تھی۔ فرمایا کرتے فرض تو فرض ہے جو ہمارے ذمہ ہے ہی۔ لامحالہ ادا ہوگا۔ سنت جو فعل نبوی ہے اسے بھی ادا کرنا ہوگا۔ اس سے سنت نبوی سے عشق کی جھلک نمایاں ہوتی ہے جب بھی قومی اسمبلی جاتے سفید دستار زیب سر ہوا کرتی تھی۔ ایک بار چارپائی پر تکیہ کے سہارے سے بیٹھے تھے۔ سفید جالیدار ٹوپی سر پر تھی۔ مجھ سے اپنی دستار طلب کی۔ عرض کی حضرت والا یہ سفید ٹوپی بہت لطف دے رہی ہے۔ مسکرا کر فرمایا کہ میں سنت نبوی کو کب چھوڑ سکتا ہوں۔ مجھے جو مقام حاصل ہے وہ صرف اور صرف اس سنت کی وجہ سے ہے۔ گو سنت زائدہ ہے العمائم تیجان العرب حضرت فاروق اعظم کا فرمودہ ہے۔

حجام کو تاکید

سنت رسول کے اتنے والہانہ عامل تھے کہ ایک بار حجام حجامت کے لئے حاضر ہوا فرمایا کہ داڑھی کو شرعی مٹھی سے ہرگز کم نہ کرنا۔ ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا۔ مجھے فرمایا کہ تم دیکھتے رہنا کہ اکثر و بیشتر حجام کے ہاتھوں ابلیس تلبیس کیا کرتا ہے۔ صفائی و نظافت کا بہت ہی خیال فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے بدن سے قدرتی طور مشک و عنبر کی سی خوشبو محسوس ہوا کرتی تھی۔ عطر بھی باداۓ نیتِ سنت لگایا کرتے تھے۔ پھر تو سونے پر سہاگہ ہو جایا کرتا تھا۔

گناہ بے لذت

تقویٰ کا یہ عالم تھا کوئی بھی مشتبہ چیز نہ کھایا کرتے تھے۔ ایک بار سفر پر تشریف لے جا رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا میرے پاجامہ پر اک نظر ڈالو ٹھیک ہے۔ میں نے دیکھا ایک پائنچہ قدرے اونچا دوسرا نیچا تھا۔ میں نے ان کے اونچے پائنچے کو نیچا کر دیا بس پھر کیا تھا سخت ناراضگی فرمائی اور منع کیا۔ کہ یہ گناہ بے لذت کیوں کرتے ہو۔ اس کے بدلہ میں آخرت میں خدا تعالیٰ کی نظر رحمت سے محرومی ہوگی پھر ایسا کام ہرگز نہ کرنا۔ باایں ضعف و ناتوانی راتوں کو خود اٹھ جایا کرتے تھے اور مجھے تکلیف سے بچانے کے لئے نہ جگایا کرتے تھے۔

عجیب واقعہ

ایک بار ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک سائل مہمان کے لباس میں دفتر دارالعلوم میں تشریف لائے۔ حضرت نے پوچھا کیسے تشریف لائے؟ کچھ کام ہے عرض کیا مجھے کچھ پوشیدہ بات کرنا ہے۔ باہر آئیے فرمایا ٹھیک ہے۔ باہر ہمراہ تشریف لے گئے اس نے بتایا مجھے گندم کا بھاؤ معلوم کرنا ہے۔ شاید اسے کچھ فدیہ دینا تھا۔ کلو کیا بھاؤ ہے۔ حضرت نے بلاتردد ہنس کر فرمایا بھائی گندم کے بھاؤ کا مجھے پتہ نہیں، دفتر والوں کو پتہ ہوگا۔ ناظمین سے پوچھ لو شاید اسے فدیہ کے لئے استفسار کرنا تھا مگر اس نے سوال کا عجیب طریق اختیار کیا انما شفاء العی السوال مگر اس کا یہ بھدا طریقہ بھی حضرت کو شاق و ناگوار نہ گزرا۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ

شاید کہ تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

۸۸/۱/۲۷ کو حضرت والاؒ نے بوقت عصر فرمایا کہ حجاج بن یوسف گو ایک بہت تاریخی و مثالی ظالم تھے مگر مذہب کا بہت زیادہ خیال رکھنے والوں میں سے تھے۔ یہ تب فرمایا جب راقم ظفر الحق نے ایرانی انقلاب آپ میں ایک منفرد علمی شان تھی جسے کبھی تبختر اور کبر و علم کا رنگ نہیں اختیار کیا بلکہ اس کے باوصف اول تا آخر حقیقی متواضع رہے اور کبھی بھی اپنی تواضع پر تصنع کا رنگ چڑھنے نہیں دیا جس طرح سے عموماً بعض اہل تواضع کا طریق ہوا کرتا ہے۔ حضرت حسنؓ سے روایت ہے ان قوماً جعلوا تواضعهم فی ثیابهم وکبرهم فی صدورهم حتی صاحب المدرعة بمدرعة فرحا من صاحب المطرف بمطرفه۔

آخر عمر میں پے بہ پے متواتر بیماریوں نے گھیر رکھا تھا۔ بصارت کی نعمت سے بھی محروم ہو گئے تھے پھر بھی ساتھیوں کے سہارے درس کے لئے تشریف لاتے۔ گوشت بدن سے گل چکا تھا۔ مگر باوجود ان پریشانیوں کے کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے صبر و شکر و رضاء دعا کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

خواب میں علماء کی ملاقات

۸۸/۱/۱۶ کو اسلام آباد میں ایک اجتماعی مظاہرہ کے بعد حضرت والاؒ نے فرمایا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا پاکستان بھر سے لوگ میرے پاس آ رہے ہیں سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی محمودؒ میرے کمرہ میں آئے اور مجھ سے مشورہ فرمایا کہ میں درس و تدریس میں بدستور سرگرم عمل رہوں یا سیاست عملی اختیار کروں میں نے کہا آپ سیاست کے میدان میں آئیں۔ آپ ہیں لیفے شانہ بہ شانہ موجود پائیں گے حضرت مفتی صاحبؒ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ اور حضرت مولانا محدث کبیر محمد یوسف بنوریؒ کے ہاں مشوروں کے لئے التزاماً جایا کرتے تھے۔

جنات

اسلام آباد میں ایک رات آپ تہجد کے لئے اٹھے مجھے نہ جگایا۔ میں خود جاگ گیا عرض کیا آپ نے مجھے نہ جگایا فرمایا بیٹا آپ سمجھے نہیں ہمارے کمرہ میں بے شمار جنات آ گئے تھے۔ کمرہ بھرا ہوا تھا آپ کو پتہ بھی نہیں چل سکا۔

حضرتؒ سے جنات کی محبت

حضرت والاؒ نے دارالعلوم دیوبند سے آکر محلہ کی جس مسجد میں تدریس شروع فرمائی اس میں طالب علم رہا کرتے تھے۔ نام عبدالمجید تھا وہ جن تھے۔ ہمیں پتہ نہ تھا حالانکہ حضرتؒ نے اس کی نشاندہی کر دی تھی۔ اسے حضرتؒ سے بے حد انس و محبت تھی۔ یہ ایران سے آیا تھا ۵، ۶ ماہ ہمارے ساتھ رہا مسجد میں تنگ ہو کر واپسی کا اس نے ارادہ کیا۔ کچھ وقت بعد پھر واپس آ گیا۔ کہ میں اکوڑہ سے نہیں جاؤں گا میرا دل مولانا کو دیکھے بغیر بے قرار رہتا ہے۔

شیطان ازلی دشمن

ہمارے ہاں ایک طالب علم رہا کرتے تھے۔ ۴/ ۵ سال تک رفاقت تھی۔ اس نے کہا کہ میں حضرت سے ایک تعویذ لکھواتا ہوں۔ راقم و مولانا عبداللہ جان سواتی کو یہ امر معلوم تھا کہ حضرت کی کرامات کا امتحان کرنا چاہتے تھے۔ جب اس نے حضرتؒ سے

تعویذ کا ذکر کیا تو آپ کچھ دیر چپ رہے پھر سر اٹھایا فرمایا شیطان ہمارا سخت ازلی ناکارہ دشمن ہے۔

فرشتہ آسمان سے

صدر ضیاء مرحوم کے دور میں پارہ چنار میں بموں کے سخت دھماکے ہوتے تھے۔ وہاں سے چند مہمان بشمول حاجی محمد خان حضرتؒ کے پاس بغرض دعا آئے عرض کیا۔ حضرت اس وقت عصر پڑھ کر مصلے پر بیٹھے تھے۔ جب آپ کا چہرہ دیکھا حلفاً کہا کوئی فرشتہ آسمان سے اتر آیا ہے۔ دیکھتے ہی اطمینان کامل ہوا۔ بعد ملاقات دھماکوں کے انسداد کیلئے دعا کی درخواست کی آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی کہ مجھے خدا پر بھروسہ ہے پھر دھماکہ نہ ہوگا اور دھماکے رک گئے۔

ایک بار سہ ماہی امتحان کے جلسہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود معلم اوّل ہیں۔ جل جلالہ وعم نوالہ۔ پھر یہ کہ پہلا امتحان لینے والی ذات گرامی بھی وہی ہے فرمایا دارالعلوم میں صرف اور صرف علم حاصل کرو۔ یہاں اپنا دل ودماغ اپنا سارا وقت دین اور علم الٰہی کے لئے وقف کر دو۔ بعد میں اپنے علاقوں میں گھروں میں جو کرنا چاہو کرتے رہو گے۔ فرمایا آپ جہاد افغانستان کو نہیں دیکھتے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء عملاً اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ جو لوگ مادر علمی سے آپ کی غیر حاضری کا باعث بنتے ہیں۔ آپ کے دشمن ہیں۔

حصول علم کی تین دعائیں

ایک بار فرمایا وضو سے صرف طہارت ظاہری حاصل ہو جاتی ہے۔ باقی سے پاکی کلمۂ شہادت سے حاصل ہوتی ہے۔ حصول کے لئے ۳ دعائیں ہیں جن سے طہارت باطنی حاصل ہوتی ہے۔ ایک وہ دعا جو ملائکہ کی طلبیدہ دعا ہے۔
سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ۔

دوسری وہ دعا جو جناب کلیم اللہؑ کی برگزیدہ ہے۔ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ۔ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ۔ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ۔ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ۔

تیسری دعا جو خود خدا تعالیٰ کی برگزیدہ ہے اور حضورؐ کو تعلیم فرمائی "رب زدنی علماً"

حضرت والاؒ نے راقم کو ایک بار بتایا دارالعلوم دیوبند میں ایک بار بہت ہی مالدار طالب علم پڑھا کرتے تھے۔

اپنا کھانا اپنی گرہ سے کھایا کرتے تھے ہم نے ان سے کہا جب دارالعلوم آپ کو تمام ضروریات مہیا کرتا ہے۔ تو آپ اپنے پیسے کیوں خرچ کرتے ہیں۔ جواباً کہا ہم نے جب اپنا روح وتن دین کے لئے وقف کر رکھا ہے تو پھر دنیا کیا چیز ہے۔

حضرت کی قبول دعائیں

آپ مولانا سمیع الحق ومولانا انوار الحق کا نام لے لے کر دونوں عالم تھے یہ دعا فرماتے کہ پروردگار دونوں سے خدمت اسلام کا کام لے اور دین کا نفقہ موقوف ومدار ہے علم پر۔ آج ہم گذشتہ دعاؤں کی مقبولیت دیکھ رہے ہیں۔ جن کے طفیل دنیا کی سپر پاور سوویت روس تہس نہس ہو کر صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔ عالمی نقشہ پر اس کا نام تک نہ رہ سکا۔ اور مسلمان سالمین غانمین فاتحین ہو گئے۔ دوران جہاد افغانستان جب بھی روس کی زوردار قوت کا حملہ آتا مجاہدین بغرض دعا مولاناؒ کے پاس دوڑے دوڑے آتے۔ دعائے خیر وسلامت طلب کرتے۔

ضیاء الحق کی بیمار پرسی کے لئے آمد جنیوا معاہدہ اور مولانا سمیع الحق کے کردار پر مسرت

ایک بار اسلام آباد میں اس وقت کے وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو کے عہد میں ایک گول میز کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں صدر مملکت بھی شریک تھے اور ملک کی تمام سربرآوردہ سیاسی پارٹیاں بھی حضرت والا اس وقت CMH میں زیر علاج تھے۔ اہلیہ محترمہ بھی دوسرے پولی کلینک میں زیر علاج تھیں۔ اس کانفرنس کا مقصد جنیوا معاہدہ پر بحث اور افغانستان کی عبوری حکومت کی تشکیل تھی۔ اسی شام کو صدر ضیاء مرحوم حضرت والاؒ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا انوار الحق کو والدہ کی دوسرے ہسپتال سے فون ہوا تھا۔ وہ وہاں چلے گئے تھے۔ حضرت والاؒ نے صدر مرحوم پر زور دیا کہ مجاہدین کا بہت خیال رکھیں۔ اور یہ معاہدہ محض جہاد کے خاتمہ کی ایک تدبیر ہے۔ جواباً انہوں نے کہا میں ہرگز ایسا کام نہ کروں گا جو مجاہدین کے حق میں باعث زیان ونقصان ہو۔ صدر مرحوم چلے گئے ایک بات ان سے بھول گئی جس کے لئے پھر ایک بریگیڈیر کو انہوں نے حضرتؒ کے پاس بھیجا۔ پوچھا کہ یہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ ظاہر شاہ سابق حکمران کیسے آدمی ہیں۔ تاکہ ہم ان کو لانے کا انتظام کریں یا نہ؟۔ اور ان کی آمد کی تجویز پیش کریں۔ حضرتؒ نے ان کو اس سے منع کر دیا۔ اسی دن گول میز کانفرنس میں مولانا سمیع الحق نے جس بھرپور انداز سے مجاہدین کی ترجمانی کی اس سے حضرت بے پناہ خوش ہو کر بار بار ان کے لئے دعائیں دیتے رہے تھے کہ آج سمیع الحق نے گول میز کانفرنس میں میرے دل کی ترجمانی کی اور میرا بوجھ ہلکا کر دیا

خادم سے مشورہ

ایک بار ایک کانفرنس کے دوران بہت سے علماء کرام بشمول سینیٹر مولانا عبداللطیف صاحب مولانا اجمل خان لاہوری، مولانا زاہد الراشدی، جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب نائب مہتمم اشرفیہ حضرتؒ کے پاس بغرض مشورہ تشریف لائے، مشورہ یہ تھا کہ ایک علماء کونسل بنائی جائے اور علماء کے نام شرکت کی دعوت جاری کی جائے ایک فرد کے نام پر اختلاف تھا جسے شامل کرنے کے لئے مشورہ مطلوب تھا۔ حضرتؒ سے پوچھا گیا کہ انہیں بلایا جائے یا نہ؟۔ فرمایا آپ حضرات علماء ہیں خود سمجھدار ہیں۔ انہوں نے فیصلہ حضرت کے سپرد کر دیا۔ حضرت نے مجھے بلایا کہ مجھے غسل خانہ جانا ہے۔ دور جا کر فرمایا، حضرت تھانویؒ کا بھی معمول تھا کوئی نہ ہوتا تو اپنے خادم سے مشورہ کر لیتے، تمہاری کیا رائے ہے۔ عرض کیا میری کیا رائے ہے۔ بات آپ تک محدود ہے۔ آپ خود صاحب رائے ہیں۔